(۵۲)

تمسخر اور ٹھٹھے کی ابتداء ہمیشہ تکبّر سے ہوتی ہے

(فرمودہ ۱۸۔دسمبر ۱۹۱۴ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰٓى اَنۡ يَّكُوۡنُوۡا خَيۡرًا مِّنۡهُمۡ وَلَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنۡ يَّكُنَّ خَيۡرًا مِّنۡهُنَّ [1]

اس کے بعد فرمایا:۔

اس زمانہ میں سنجیدگی اور صداقت بہت کم ہوگئی ہے اور یہی وہ دو چیزیں ہیں جن پر انسانی ترقی کی پہلی اینٹ رکھی جاتی ہے۔ گویا روحانی ترقی کیلئے یہ بنیادی چیزیں ہیں مگر افسوس کہ یہی دونوں چیزیں اس وقت دنیا میں مفقود ہو رہی ہیں اور جب بنیاد ہی نہ ہوگی تو عمارت کہاں تیار ہو سکے گی۔

ہنسی، تمسخر اور ٹھٹھے کی ابتداء ہمیشہ تکبر سے پیدا ہوتی ہے اور ان کا انجام بھی ہمیشہ منافقت اور تکبر ہی ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں جہاں خدا تعالیٰ نے لوگوں کے فتنہ اور فساد کے مٹانے کیلئے احکام بیان فرمائے ہیں وہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی کو ہنسی اور تمسخر نہ کرو کیونکہ اس سے انسان صرف اَوروں کو ہی نقصان نہیں پہنچاتا بلکہ اس میں بھی تکبر اور نفاق پیدا ہو جاتا ہے اور یہ دونوں باتیں تمسخر اور ہنسی کا لازمی نتیجہ ہیں جو کہ انسان کی ہلاکت کا باعث ہوتی ہیں۔ دوسرے سے انسان اسی وقت تمسخر کرتا ہے جبکہ اسے حقیر اور اپنے سے کم درجہ پر سمجھتا ہے۔ ورنہ کوئی انسان یہ جرأت کبھی نہیں کر سکتا کہ اپنے سے معزّز انسان کو بھی مخول

کرے۔ اس لئے جب کوئی مخول کرے گا تو اسی سے کرے گا جس کو وہ اپنے سے کمتر سمجھے گا۔ اور یہ اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ جس سے کوئی تمسخر کرتا ہے اس کو اپنے سے چھوٹا سمجھتا ہے اور یہ اس کے تکبر اور خود پسندی کی علامت ہے۔ یا وہ انسان کسی سے تمسخر کرتا ہے جو صاف اور سیدھی بات کرنے کی جرأت نہیں رکھتا جس کا انجام نفاق ہوتا ہے۔ لوگوں میں ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی ہنسی اور مخول کی عادت پھیلتی جاتی ہے لیکن جو انسان اس عادت بد کو نہیں چھوڑتا اسے بہت برا خمیازہ اٹھانا پڑتا ہے۔ جو انسان تمسخر کرتا ہے گو ابتداء میں اس میں تکبر اور بڑائی نہ بھی ہو تو ہوتے ہوتے وہ دوسروں کو حقیر سمجھنے لگ جاتا ہے یا اس میں سے حق گوئی کی جرأت ماری جاتی ہے اور اس میں نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کیوں کسی سے ہنسی اور مخول کرتے ہو۔ تمہیں کیا معلوم ہے کہ خدا کے نزدیک کون بڑا اور کون چھوٹا ہے۔ درحقیقت بڑا تو وہی ہے جو اللہ کے نزدیک بڑا ہے اور چھوٹا وہی ہے جو اللہ کے حضور چھوٹا ہے۔ اگر کوئی انسان عمدہ کھانا کھا رہا ہو اور اس نے بہت اعلیٰ پوشاک پہنی ہوئی ہو، بڑا خوبصورت ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ذلیل ہو تو وہ ذلیل ہی ہوگا۔ اور خواہ کوئی ساری دنیا کا بادشاہ بھی ہو تو بھی معزز نہیں ہو سکتا۔ وہ انسان جس کے سر پر تلوار لٹک رہی ہو کیا اس کو کوئی عیش و آرام بھلا معلوم ہوتا ہے، ہرگز نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی ساری دنیا پر بھی حکومت کرتا ہو لیکن اسے یہ خیال ہو کہ مرنے کے بعد مجھ سے بدترین معاملہ کیا جائے گا اور مجھے ایک ایسے دربار میں ذلیل اور رسوا کیا جائے گا جہاں میرے باپ دادا اور بیٹے بیٹیاں سب رشتہ دار موجود ہوں گے۔ اور میرے اس ناز و نعمت میں پلے ہوئے جسم کو آگ میں ڈالا جائے گا تو ایسے شخص کی زندگی کہاں سُکھ اور آرام کی زندگی ہو سکتی ہے۔ ایک شخص جس کو صلیب پر لٹکایا جانا ہو اس کو اگر عمدہ سے عمدہ کھانا لا کر دیا جائے اور اعلیٰ سے اعلیٰ پوشاک پہنائی جائے تو اسے کہاں مزا آ سکتا ہے۔ کیوں؟ وہ تو جانتا ہے کہ یہ کھانا ابھی مجھے ہضم نہیں ہونے پائے گا کہ میری جان نکل جائے گی۔ اور یہ کپڑے ابھی میلے بھی نہ ہو سکیں گے کہ میری روح جسم سے جُدا ہو جائے گی۔ اسی طرح وہ انسان جس کی زندگی بدکاری میں گزرتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ مجھے مرنے کے بعد سخت سزا ملے گی اس کی بھی ایسی ہی زندگی ہے جس کے سر پر تلوار کھینچی ہوئی ہو اور وہ خوراک کھا رہا ہو اور پوشاک پہن رہا ہو، اسے دیکھنے والا تو یہی سمجھے گا کہ عمدہ کھانا کھا رہا ہے اور اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہے لیکن آدمی سے پوچھنا چاہیئے

کہ اس کی کیا حالت ہے۔ پس بڑائی اسی کی ہے جس کو خدا تعالیٰ دے، خود اپنے منہ سے کوئی بڑا نہیں بن سکتا۔ تم اپنے اندر تبدیلی پیدا کر لو اور صداقت اور سنجیدگی میں ترقی کرو، تمسخر اور ہنسی کو چھوڑ دو۔ ایک مزاح ہوتا ہے (جس سے بگڑ کر مذاق بن گیا) وہ الگ بات ہے اس میں اور تمسخر میں بہت بڑا فرق ہے۔ تمسخر دوسرے کو ذلیل سمجھ کر اور اسے ذلیل کرنے کیلئے کیا جاتا ہے لیکن مزاح میں کسی کی حقارت اور اس کا راز افشا کرنا مدنظر نہیں ہوتا۔ انسان کی طبیعت میں ہنسی اور رونا دونوں باتیں رکھی گئی ہیں۔ کبھی انسان ہنستا ہے اور کبھی روتا ہے۔ مزاح بھی ہنسی کا ایک طریق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہنسی تو ہم بھی کر لیتے ہیں مگر اس میں جھوٹ نہیں ہوتا۔ ایک دفعہ آپؐ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ کے پاس ایک بڑھیا آئی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں کیا جنت میں جاؤں گی؟ آپ نے فرمایا۔ بڑھیا تو کوئی جنت میں نہیں جائے گی۔ وہ یہ سن کر رو پڑی۔ آپ نے فرمایا کہ میرا یہ مطلب نہیں تھا کہ دنیا میں جو بوڑھے ہیں وہ جنت میں نہیں جائیں گے بلکہ یہ تھا کہ جنت میں سارے جوان ہو کر جائیں گے ۲؎۔

ایک دفعہ آپ کھجوریں کھا رہے تھے اور صحابی بھی ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اشارہ فرمایا کہ گٹھلیاں حضرت علی کے آگے رکھتے جاؤ۔ جب کھا چکے تو آپ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ تمہارے آگے سب سے زیادہ گٹھلیاں ہیں کیا تم نے سب سے زیادہ کھجوریں کھائیں ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میں گٹھلیاں پھینکتا گیا ہوں جس کا مطلب یہ تھا کہ جن کے آگے گٹھلیاں نہیں وہ ان کو بھی کھا گئے ہیں۔ ایک دفعہ ایک صحابی کھڑا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیچھے سے آ کر اس کی آنکھیں بند کر لیں۔ اس صحابی نے اپنے ماتھا سے آپ کے نرم اور ملائم ہاتھوں کو پہچان لیا اور وہ آپ کے کپڑوں سے اپنے کپڑے ملنے لگ گیا۔ آپؐ نے سمجھ لیا کہ اس نے پہچان لیا ہے فرمایا کہ کیا کوئی اس کو مول لیتا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے کون مول لے سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں خدا اور اس کے رسول کے نزدیک تمہاری بے شمار قدر و قیمت ہے۔ ۳؎

تو ایک نبی اپنی امت کے لوگوں سے ایک خلیفہ اپنی جماعت سے ایسی باتیں کر سکتا ہے اور کرتے ہوئے شرماتا نہیں۔ مگر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ کہ تمسخر نہیں کرنا چاہیئے۔ اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مزاح اور ہے تمسخر

اور کیونکہ اگر ایک ہی ہوتا تو صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ سکتے تھے کہ آپ ۳ تو خدا تعالیٰ کا ہمیں حکم سناتے ہیں اور پھر آپ کس طرح ایسا کرتے ہیں۔ تو آج بھی خدا تعالیٰ کا یہ حکم ویسی ہی قدر و منزلت رکھتا ہے۔ تمسخر میں کسی کی حقارت اشارۃً یا کنایۃً مدنظر ہوتی ہے جو کہ مومن کی شان سے بعید ہے کیونکہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ پھر ہمارے لئے تو بہت ہی خوف و ہراس کے دن ہیں، ہمیں کس طرح ہنسی اور مخول سوجھ سکتے ہیں۔ جو مصیبت کے دن اس وقت اسلام پر آئے ہیں ان سے بڑھ کر اور کون سے دن آئیں گے۔ اس وقت بھی کوئی تمسخر کی طرف متوجہ ہو؟ ایسی حالت میں ان باتوں کی طرف متوجہ ہونا سنگدلی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ آج کل چونکہ ساری دنیا میں مخول اور ہنسی کا رواج ہو گیا ہے اور بہت زوروں پر ہے، اس لئے بعض مومن بھی ٹھوکر کھا جاتے ہیں لیکن ہر ایک مومن کو چاہیئے کہ جس قدر بھی جلدی ہو سکے اس کو ترک کر دے۔ ممکن ہے کہ ایک انسان کے کپڑوں پر ایسی جگہ گزرتے ہوئے جہاں اوپر سے کیچڑ پھینکا جا رہا ہو کچھ چھینٹے پڑ جائیں لیکن تم کیا جانتے ہو کہ اس وقت وہ کیا کرتا ہے وہ فوراً اپنے کپڑوں کو دھو ڈالتا ہے۔ اسی طرح مومن کو چاہیئے کہ اس پر ہنسی اور مخول کی گندگی کے کچھ چھینٹے اُڑ کر پڑ گئے ہوں تو وہ بہت جلدی ان کو دور کر دے اور اپنے کپڑوں کو پاک و صاف کر لے۔

پس تم اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ ہنسی اور تمسخر کو بکُلّی چھوڑ دو۔ بہت غم اور رنج کا وقت ہے۔ اپنے اعمال میں تبدیلی کر لو کیونکہ یہ تکلیفوں کے دن ہیں۔ اللہ چاہے تو تم پر خوشی کی حالتیں بھی آجائیں گی مگر تمسخر اس وقت بھی نہیں کرنا ہوگا۔ تم اپنے اندر تبدیلی پیدا کر کے آنے والے انعامات کا اپنے آپ کو مستحق بناؤ۔ خدا تعالیٰ تم سب کو توفیق دے کہ تم کسی بھائی کی تحقیر نہ کرو خواہ تمہیں اس میں کیسے ہی نقص نظر آتے ہوں۔ خدا تعالیٰ اپنے احکام کی تعمیل کرنے کی ہمیں توفیق دے اور ہم اپنے مرنے سے پہلے پہلے اسلام کی ایسی حالت دیکھ لیں کہ ہماری موت خوشی کی موت ہو۔

(الفضل ۲۴۔ دسمبر ۱۹۱۴ء)

۱؎ الحُجُرٰت: ۱۲

۲؎، ۳ ترمذی۔ ابواب شمائل الترمذی باب ما جاء فی صفۃ مزاح رسول اللہ ﷺ